© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

دینی مدارس..........تعارف' اہمیت اور ضرورت!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی مدرسہ وجود میں آ گیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں تشریف فرما ہو کر اسلامی تعلیمات سے اپنے اصحاب کو آگاہی فرماتے ان کی تعلیم وتربیت کے ساتھ تزکیہ بھی کرتے۔ مکی زندگی میں بے شمار دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ ہر حال میں جاری رکھا۔ اور وحی کے ذریعے ملنے والے احکامات سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے رہے۔ ہجرت کے بعد یہ سلسلہ مزید وسعت اختیار کر گیا جب دیگر قبائل کے لوگ مسلمان ہونے کے بعد اسلامی تعلیمات سے آگاہی کے خواہش مند تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں ان کے قیام وطعام کا اہتمام کر دیا اور اصحاب صفہ کے نام سے یہ تعلیمی ادارہ متعارف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہو کر وحی کے علوم سے مستفید فرماتے اور یہ تمام طلبہ انہیں سن کر حفظ کرتے یا لکھ لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بھی یہ طریقہ کار جاری رہا۔

اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاد فی سبیل اللہ یا تجارت کی غرض سے دیگر علاقوں کی طرف سفر کر گئے۔ تب بھی وہاں کے رہنے والوں کو اپنے حلقہ تدریس میں شامل کرتے۔ اور خالص کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہی فرماتے اس طرح دینی تعلیم ایک سینے سے دوسرے سینے میں منتقل ہوتی گئی اور ایک ایک استاد کے پاس بیسیوں شاگرد ہوتے جو سارا دن تعلیم وتعلم میں مصروف رہتے ان میں سے بعض حدیث کے لیے سینکڑوں میل کا سفر طے کرتے محدثین کا یہ قافلہ اپنی ذہانت وفطانت 'طہارت و پاکیزگی' زہد وتقویٰ کا اعلیٰ ترین نمونہ ہوتے جو مسند تدریس پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی وراثت کو تقسیم کرتے۔ اور بلاشبہ یہ وراثت ہر کس وناکس کے حصہ میں نہ آتی۔ بلکہ جو اس کا اہل ہوتا۔ اور امانت ودیانت حق وصداقت اور یادداشت کے اس معیار پر پورا اترتا جو علوم نبوت کے لیے ضروری ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ اس وراثت کا وافر حصہ پالیتا اور پھر اس کی تقسیم میں مصروف ہو جاتا۔ عمومی طور پر یہ کام بڑی بڑی جامع مساجد میں سرانجام دیا جاتا۔ جہاں طالبان علوم نبوت کے لئے ضروری سہولتیں میسر آتیں یہ لوگ کئی کئی سال گھر سے بے گھر رہتے اور ابن سبیل کا بہترین نمونہ ہوتے۔ اور علوم کے بحر ذخار سمیٹ کر اپنے علاقوں کو لوٹ جاتے اور ان علوم کے چاہنے والوں کو اپنے حلقہ میں شامل کرتے چلے جاتے اس طرح اسلامی علوم اور قرآن وحدیث کی تعلیم نسل در نسل منتقل ہوتی ہوئی اس عہد کو پہنچی۔

برصغیر پاک وہند میں بھی مدرسہ بڑی اہمیت کا حامل تھا جہاں اسلامی علوم کے ساتھ تمام مروجہ علوم پڑھائے جاتے۔ اور صدیوں ان مدارس نے ہی ایسے رجال کار تیار کیے جو مدتوں لوگوں کی تمام ضروریات پوری کرتے رہے۔ خواہ اس کا تعلق عدالت سے ہو یا حکومت کی ذمہ داری منبر ومحراب سے ہو یا علاج ومعالجہ سے تعمیر وترقی سے ہو یا حربی ضرورت سے۔ ان مدارس کے فضلا ہی پڑھے لکھے شمار ہوتے لہٰذا ان کے بغیر زندگی کا کوئی شعبہ مکمل نہ ہوتا۔

لیکن بدقسمتی سے برطانوی استعمار نے جب برصغیر میں اپنے قدم جمائے اور ایک لمبا عرصہ حکومت کرنے کی منصوبہ بندی کی تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان مدارس کے فضلاء ان کے منشاء اور آرزو پر پورا نہ اتریں گے لہٰذا ان مدارس کے مقابل ایسے تعلیمی ادارے قائم کیے جو ایسے رجال کار تیار کریں جو اسلامی تعلیمات' آداب اور اخلاقیات سے بے بہرہ ہوں اور صرف اور صرف انگریز سرکار کے وفادار اور ان کے حکم کی تعمیل میں سر جھکائیں لہٰذا مدارس کے مقابلے میں ایسا نصاب متعارف کرایا گیا جو تھوڑی بہت ترمیم کے ساتھ آج بھی برصغیر پاک وہند میں رائج ہے

یہی وہ وقت تھا جب تعلیم دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ایک طبقہ مروجہ تعلیم کی طرف نکل آیا ان کا بنیادی مقصد روزگار کا حصول تھا اور حکومتی ضروریات کو پورا کرنا تھا جبکہ دوسری طرف دینی تعلیم اخلاقیات آداب کے ساتھ ایسے علوم بھی تھے جن سے رفاہ عامہ کے کام کیے جا سکیں اور لوگوں کی اصلاح اور انہیں زندگی کے حقیقی مقاصد سے آگاہ کیا جا سکے اگرچہ یہ لوگ علم وفضل میں کمال درجہ کو پہنچتے تھے تحریر وتقریر میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا لیکن سرکاری ریکارڈ میں ان پڑھ شمار کیے جاتے تھے اس لیے کہ ان کے پاس مروجہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعلیم کا سرٹیفکیٹ نہ تھا۔

قیام پاکستان کے اعلیٰ ترین مقاصد میں یہ بات شامل تھی کہ یہ اسلامی ریاست کا بہترین نمونہ ہو گی اور محسوس ایسے ہوتا تھا کہ اس کی تعمیر و ترقی اور بہتری کے حصول میں وہ لوگ نمایاں کردار ادا کریں گے جو مدارس کے تعلیم یافتہ ہونگے لیکن بدقسمتی یہ سب ایک سراب ثابت ہوا' اور اس خواب کی تعبیر نہ مل سکی مدرسہ اور سکول کی خلیج ختم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گئی مدرسہ میں تعلیم کے ساتھ اعلیٰ تربیت حاصل کرنے والوں کو کوئی سرکاری معاشرتی سیاسی اقتصادی فریضہ سرانجام دینے کا اہل نہ سمجھا گیا اور انہیں دھکیل کر دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا مخصوص طبقہ نے ان کے ساتھ عناد اور تعصب کا بدترین مظاہرہ کیا ان کی صلاحیتوں کو جانچنے اور خدمت بروئے کار لانے کا موقعہ نہ دیا جس کی وجہ سے یہ طبقہ محرومیوں کا شکار رہا اور مجبوراً مدرسہ و مسجد تک محدود ہو کر رہ گیا۔

اب جبکہ دینی اور دنیاوی تعلیم کی واضح تقسیم ہو چکی ہے دنیاوی تعلیم سرکاری سرپرستی میں دی جاتی ہے پرائیویٹ سیکٹر اس میں شریک تو ہے مگر بھاری بھر کم فیسیں وصول کی جاتی ہیں جبکہ دینی تعلیم صرف مدارس دے رہے ہیں جو نہایت محدود وسائل میں یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اور اپنے حصے کی ذمہ داری پوری امانت و دیانت کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں اور قوم کی دینی رہنمائی کے لیے رجال کار تیار کر رہے ہیں دینی مدارس اپنے حصے کا کام پورے اخلاص کے ساتھ نہایت احسن انداز میں کر رہے ہیں اور ان کی تعلیم کا معیار بے حد بلند ہے جبکہ دنیاوی تعلیم کا معیار دن بدن خراب ہو رہا ہے اور قوم کی محرومیوں کا جب ذکر آتا ہے تو اکثر لوگ اس کا ذمہ دار علماء کو گردانتے ہیں۔ حالانکہ ان بے چاروں کا اس سے کیا تعلق؟ جب تعلیم کو دو حصوں میں خود تقسیم کر دیا گیا تو دنیاوی تعلیم جس کے حصے آئی وہی اس کا ذمہ دار ہے۔

یہ دور تخصصات کا ہے ایف اے کی تعلیم کے بعد طلبہ اپنی مرضی کا میدان منتخب کر لیتے ہیں میڈیکل' انجینئرز' کمپیوٹر' سائنس' مینجمنٹ' اکاؤنٹس وغیرہ پھر ان میں سے ایک ایک شعبہ مختلف حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے میڈیکل میں جانے والے مختلف موضوعات پر سپلائزیشن کرتے ہیں آنکھ' دانت' ناک' کان' گلا' دل' معدہ و جگر آرتھوپیڈکس وغیرہ اب کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی مریض آئی سپیشلسٹ کے پاس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جا کر کہے کہ اس کا دانت نکال دے وہ ڈینٹل سرجن سے رجوع کرنے کو کہے گا۔ اور اس پر کبھی کسی کو اعتراض نہیں ہوگا کہ یہ صرف آنکھ کے بارے میں کیوں جانتا ہے باقی میڈیکل کے بارے میں کیوں رہنمائی نہیں کرتا مگر دینی مدرسہ کے فارغ التحصیل سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ دینی علم کے ساتھ تمام علوم کا ماہر ہو اگر ایسا نہیں تو اسے طعنے دیے جاتے ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جاہل ہے دنیا میں رونما ہونے والے تغیرات سے آگاہ نہیں ہے حالانکہ وہ جنرل نالج کی حدتک واقف ہے اور اس پر بات بھی کرسکتا ہے

اس میں شک نہیں کہ اسلام معرفت کا دین ہے اور اسی دین نے عام لوگوں پر علوم کے دروازے کھولے ہیں اور ہر مسلمان کو حق دیا ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے اور اس کی روشنی سے دوسروں کو منور کرے۔ دنیا میں سہولتیں حاصل کرے۔ کائنات کو تسخیر کرنے اور اس سے مستفید ہونے کے تجربے کرے وہ تمام علوم حاصل کرے جس سے انسانیت کو فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ وہ علم بھی حاصل کرے جو اس کی صحیح رہنمائی کا باعث ہے جو انسان کو اللہ کا غلام اور بندہ بنانے کا باعث ہے جو آخرت کو سنوارنے کا ذریعہ ہے جس سے انسان کا عقیدہ درست ہوتا ہے اور زندگی گزارنے کے لیے وہ راستہ اور طریقہ حاصل ہوتا ہے جو اس کی سربلندی کا باعث ہے اسے حلال وحرام معلوم ہو اسلامی آداب اور اخلاقیات کی تعلیم ملے، جس کے سائے میں وہ ایک مثالی زندگی گزار سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ مدرسہ پاکستان کے ماحول میں ایک بڑی نعمت ہیں جس کے باعث آج معاشرے میں اسلامی اقدار نظر آ رہی ہیں اور ہزاروں بچے دینی تعلیم سے بہرہ مند ہو رہے ہیں اور دینی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں یہ قوم کی فکری اور نظریاتی رہنمائی کے علاوہ ان کی اخلاقی تربیت کا باعث ہیں۔ اس لئے ان کی آبیاری کرنا اور ان کے ساتھ تعاون کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے اور اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے ان مدارس کے سپرد کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق بخشے (آمین)

© rasailojaraid.com